فتوی نمبر:AB033

تاریخ:24دسمبر2020

بسم اللہ نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی رسولہ الکریم

# دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان

Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ شکار کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟اور شکار کو کھانا کیسا؟اور کس چیز سے شکار کرنا جائز ہے؟اور شکار کب حلال ہو گا؟نیز جانور، تیر اور بندوق وغیرہ سے کئے گئے شکار کے حلال ہونے کیلئے کیا شرائط ہیں؟

**سائل: محمد خرم عطاری(انار کلی بازار: لاہور، پاکستان)**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شکار کرنا ایک جائز عمل ہے مگر حرم شریف یا حج وعمرہ کے احرام کی حالت میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لَہو(کھیل کود اور تفریح) کے طور پر ہو تو جائز نہیں۔ہاں اگر شکار کرنے کا کوئی صحیح مقصد ہو تو جائز ہے مثلاً شکار کر کے کھانا یا بیچنا یا دوست احباب کو تحفۃً دینا یا اُس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اُس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لیے قتل کرنا وغیرہ۔اور اگر کسی سکھائے ہوئے کتے یا پرندے وغیرہ سے شکار کیا مثلاً باز، شکرا وغیرہ کے ذریعے تو شرائط پائے جانے کی صورت میں حلال ہو گا ورنہ حرام۔نیز بندوق وغیرہ سے کیا گیا شکار اگر زندہ تھا اور اسے ذبح کر لیا گیا تو حلال ہے ورنہ حرام۔تفصیل و خلاصہ اس باب میں یہ ہے کہ شکار کے حلال ہونے کی کل 15 شرطیں جن کی 3 قسمیں ہیں۔

(1)پانچ شرائط کا تعلق شکار کرنے والے سے ہے:

(1)شکاری ان میں سے ہو جن کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔(2)اُس نے کتّے وغیرہ کو شکار پر چھوڑا ہو۔(3)چھوڑنے میں ایسے شخص کی شرکت نہ ہو جس کا شکار حرام ہو۔(4)بسم اللہ قصداً ترک نہ کی ہو۔(5)چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا ہو۔

(2)پانچ شرائط کا تعلق کتے سے:

(1) کتّا معلَّم (سکھایا ہوا)ہو۔(2)جدھر چھوڑا گیا ہو اُدھر ہی جائے۔(3)شکار پکڑنے میں ایسا کتّا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حرام ہے۔(4)شکار کو زخمی کر کے قتل کرے۔(5)اُس میں سے کچھ نہ کھائے۔

(3)اور پانچ شرائط جن کا تعلق شکار سے۔

(1)شکار حشرات الارض میں سے نہ ہو۔(2)پانی کا جانور ہو تو مچھلی ہی ہو۔(3)وہ بھاگ کریااڑکراپنے آپ کوشکارسے بچائے۔(4)کیلے(گوشت خور جانوروں کے وہ دونوں بڑے دانت جن کے ذریعے سے وہ گوشت کاٹتے یاشکار پکڑتے ہیں)یاپنجہ والا جانور نہ ہو۔(5)شکاری کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے۔یعنی ذبح کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ "۔ ترجمہ:اے ایمان والو!اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔ (پارہ6،المائدہ،آیت:1)

اور فرماتا ہے:"وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا "۔ترجمہ : اور جب تم احرام سے باہر ہو جاؤتو شکار کر سکتے ہو۔ (پارہ6،المائدہ،آیت:2)

اور فرماتا ہے:یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَیْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ "۔ترجمہ:اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہو۔تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھالیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں اُنہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔ (پارہ6،المائدہ،آیت:4)

اور فرماتا ہے:"اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا"۔ترجمہ:دریا کا شکار تمہارے لیے حلال ہے اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔

(پارہ7،المائدہ،آیت:96)

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا:

"احله لان الله قداحله،قد كانت لله قبلى رسل كلهم يصطاد(اويطلب الصيد)،وابتغ على نفسک وعيالک حلالاً،فان ذلک جهادفى سبيل الله،واعلم ان عون الله فى صالح التجار "۔ترجمہ:شکار کو حلال جانو اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کو حلال فرمایا مجھ سے پہلے اللہ(عزوجل)کے بہت سے رسول تھے وہ سب شکار کیا کرتے تھے۔(یا فرمایا:سب شکار طلب کرتے تھے)اپنے لیے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال رزق تلاش کرو اس لیے کہ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جان لو کہ اللہ(عزوجل)صالح تجار کا مددگار ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی:جلد8،صفحہ 61،60،الحدیث:7342،مکتبہ ابن تیمیہ:القاہرہ)

صحیح بخاری میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا:

"اذاارسلت كلبک وسميت وقتل فكل وان اكل فلاتاكل،فانماامسک على نفسه،واذاخالط كلاباًلم يذكراسم الله عليهافامسكن فقتلن فلاتاكل،فانک لاتدرى ايهاقتل،وان رميت الصيدفوجدته بعديوم اويومين ليس به الااثرسهمک

**فکل، وان وقع فی الماء فلاتاکل**"۔ترجمہ: جب تم اپنا کتّا چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اگر اس نے پکڑ لیا اور تم نے جانور کو زندہ پالیا تو ذبح کر لو اور اگر کتّے نے مار ڈالا ہے اور اُس میں سے کچھ کھایا نہیں تو کھاؤ اور اگر کھالیا تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لیے شکار پکڑا اور اگر تمہارے کتّے کے ساتھ دوسرا کتّا شریک ہو گیا اور جانور مر گیا تو نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں یہ نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا اور جب شکار پر تیر چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اور اگر شکار غائب ہو گیا اور ایک دن تک نہ ملا اور اُس میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو اگر چاہو کھا سکتے ہو اور اگر شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملا تو نہ کھاؤ۔

**( صحیح البخاری"، کتاب الصید اِذا غاب ... اِلخ، باب الصید، جلد1، صفحہ 1357،1356 الحدیث:5484 ، دار ابن کثیر: بیروت، لبنان)**

امام بخاری نے عطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:"**ان شرب الدم ولم یاکل فکل**"۔ترجمہ: اگر کتّے نے شکار کا خون پی لیا اور گوشت نہ کھایا تو اُس جانور کو کھا سکتے ہو۔

**( صحیح البخاري"، کتاب الذبائح ... اِلخ، باب اذا اکل الکلب، جلد1، صفحہ 1396، الحدیث:5483 ، دار ابن کثیر: بیروت، لبنان)**

صحیح بخاری میں ابو ثعلبہ خُشَنِی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی:"**وماصدت بقوسک فذکرت اسم اللہ فکل، وماصدت بکلبک المعلم فذکرت اسم اللہ فکل، وماصدت بکلبک غیر معلم فادرکت ذکاتہ فکل**"۔ترجمہ: کمان سے جو تم نے شکار کیا اور بسم اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور معلم کتّے سے جو شکار کیا اور بسم اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور غیر معلم سے جو شکار کیا ہے اور اُسے ذبح کر لیا تو کھاؤ۔

**( صحیح البخاري"، کتاب الذبائح، باب صید القوس، جلد1، صفحہ 1395، الحدیث:5478، دار ابن کثیر: بیروت)**

کتاب الآثار میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا:

"**ماامسک علیک کلبک ان کان عالماً فکل، فان اکل فلاتاکل منہ، فانماامسک علی نفسہ، واما الصقر والبازی، فکل وان اکل، فان تعلیمہ اذادعوتہ ان یجیئک، ولایسطیع ضربہ حتی یدع الاکل**"۔ترجمہ: تمہارے کتّے نے جس چیز کو تمہارے لیے پکڑا ہے اسے کھاؤ اگر وہ سیکھا ہوا ہو پھر اگر اُس کتّے نے اس سے کچھ کھالیا تو نہ کھاؤ اس لیے کہ اس نے اپنے ہی لیے پکڑا ہے، بہر حال شکرہ اور باز نے اگرچہ اس میں سے کچھ کھالیا ہو تب بھی کھا سکتے ہو کیونکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ جب تم اُسے بلاؤ تو آجائے اور وہ تمہاری مار کی برداشت نہیں رکھتا یہاں تک کہ وہ خود کھانا چھوڑ دے۔

**(کتاب الآثار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب صید الکلب، الحدیث:823، صفحہ 697، دار النور: بیروت، لبنان)**

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، فرماتے ہیں :

"**المقتولۃ بالبندقۃ: تلک الموقوذۃ**"۔ترجمہ: غُلہ(۔مٹی کی گولی (چھوٹا ڈھیلا) یا چھوٹا پتھر جسے غلیل میں رکھ کر مارتے ہیں) مارنے سے جو جانور مر گیا وہ موقوذہ (وہ جانور جس کو لکڑی وغیرہ سے ضرب لگائی جائے اور وہ چوٹ کھا کر مر جائے) ہے۔(یعنی اُس کا کھانا حرام ہے)۔

**( صحیح البخاري"، کتاب الذبائح ... اِلخ، باب صید المعراض، ج1، صفحہ 1394، دار ابن کثیر: بیروت، لبنان)**

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

**"اذاضرب صیدافبان منہ یداورجل لاتاکل الذی بان، وکل سائرۃ، وقال ابراھیم: اذاضربت عنقہ اووسطہ فکلہ"**۔ترجمہ: جب شکار کو مارا جائے اور اُس کا ہاتھ یا پیر کٹ کر الگ ہو جائے تو الگ ہونے والے کو نہ کھایا جائے اور باقی کو کھا سکتا ہے ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب گردن یا وسطِ جسم میں (جسم کے درمیان میں) مارو تو کھا سکتے ہو۔(یعنی گردن جدا ہو جائے یا وسط سے کٹ جائے تو اس ٹکڑے کو بھی کھایا جائے گا)

**(صحیح البخاری"، کتاب الذبائح...إلخ، باب صید القوس، جلد1، صفحہ 1395، دارابن کثیر: بیروت، لبنان)**

امام طبرانی اور حاکم نے زِر بن حُبَیْش سے روایت کی کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں:

**"ولایحذفن احدکم الارنب بعصاۃ اوبحجرفیاکلھاولیزک لکم الاسل الرماح والنبل، واللفظ الطبرانی"**۔ یعنی خرگوش کو لکڑی یا پتھر سے مار کر (بغیر ذبح کئے) نہ کھاؤ لیکن بھالے (نیزہ) اور برچھی (چھوٹا نیزہ) اور تیر سے مار کر کھاؤ۔ یہ طبرانی کے الفاظ ہیں۔

**(المعجم الکبیر"، صفۃ عمر بن الخطاب، الحدیث 51، جلد1، صفحہ 65، مکتبہ ابن تیمیہ: القاہرہ)**

**(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب مناقب عمر، الحدیث: 4479، جلد3، صفحہ 87، دارکتب العلمیہ: بیروت، لبنان)**

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **"فالصیدھو الحیوان المتوحش الممتنع عن الآدمی، ماکولا کان اوغیر ماکول"**۔یعنی شکار اُس وحشی جانور کو کہتے ہیں جو آدمیوں سے بھاگتا ہو اور بغیر حیلہ نہ پکڑا جا سکتا ہو اور کبھی فعل یعنی اس جانور کے پکڑنے کو بھی شکار کہتے ہیں۔(حرام و حلال دونوں قسم کے جانور کو شکار کہتے ہیں)

**(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصید، الباب الاول فی تفسیرہ ورکنہ وحکمہ، جلد5، صفحہ 502، دارالکتب العلمیہ: بیروت، لبنان)**

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **"(وھو مباح الا) لمحرم فی غیرہ الحرم او (للتلھی)"**۔یعنی شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لھو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔

**(الدرالمختار: کتاب الصّید، جلد10، صفحہ 46،45، دار عالم الکتب: ریاض)**

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اکثر اس فعل سے مقصود ہی کھیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لیے عرف عام میں شکار کھیلنا بولا جاتا ہے جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے اگر اس سے بہت کم داموں میں گھر بیٹھے ان لوگوں کو وہ جانور مل جایا کرے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے وہ یہی چاہیں گے کہ جو کچھ ہو ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد کھیل اور لھو ہی ہے، شکار کرنا جائز و مباح اُس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بیچنا یا دوست احباب کو ہدیہ کرنا یا اُس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اُس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لیے قتل کرنا وغیرہ ذلک"۔

اور فرماتے ہیں:"بعض آدمی جنگلی خنزیر کا شکار کرتے ہیں یا شیر وغیرہ کا جنگلوں میں جاکر شکار کرتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ لوگوں کو اُن کی اذیت سے بچائیں بلکہ محض تفریح خاطر اور اپنی بہادری کے لیے اس قسم کے شکار کھیلے جاتے ہیں یہ شکار مباح نہیں"۔

(بہار شریعت: شکار کا بیان: جلد3، حصہ17، صفحہ680، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"**فالشرط اقتران التسمية به،فلو تركها عمدأعندالارسال ثم زجره معهافانزجرلم يؤكل صيده**"۔یعنی شکار پر چھوڑتے وقت قصداً بسم اللہ نہیں پڑھی بلکہ جب کتّے نے جانور پکڑا اس وقت بسم اللہ پڑھی جانور حلال نہ ہوا کہ بسم اللہ پڑھنا اُس وقت ضروری تھا اب پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار: کتاب الصّید،ج10، صفحہ51،دارعالم الکتب: ریاض)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"شکار اگر زندہ مل گیا اور ذبح کرنے پر قدرت ہے تو ذبح کرنا ضروری ہے کہ ذکاۃ اضطراری مجبوری کی صورت میں ہے اور یہاں مجبوری نہیں ہے اور اگر جانور اُس کو زندہ ملا مگر یہ اُس کے ذبح پر قدرت نہیں رکھتا ہے کہ وقت تنگ ہے یا ذبح کا آلہ موجود نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر جانور میں حیاۃ (زندگی، سانس) اتنی باقی ہے جو مذبوح (ذبح کیا ہوا) سے زیادہ ہے تو حرام ہے ورنہ جائز ہے"۔

(بہار شریعت: جانوروں سے شکار سے بیان، جلد3، حصہ17، صفحہ687، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

فتاوی ہندیہ میں ہے:"**واماحل اكل الصيدفانه يثبت بخمسة عشرشرطاخمسة فى الصاعدوهوان يكون من اهل الذكاةوان يوجدمنه الارسال وان لايشاركه فى الارسال من لايحل صيده وان لايترك التسمية عامدأوان لايشتغل بين الارسال والاخذبعمل آخروخمسة فى الكلب ان يكون معلمأوان يذهب على سنن الارسال وان لايشاركه فى الاخذمالايحل صيده وان يقتله جرحاوان لاياكل منه وخمسة فى الصيدان لايكون من الحشرات وان لايكون من دواب الماءالسمك وان يمنع نفسه بجناحيه اوبقوائمه وان لايكون متقويأبنابه اوبمخلبه وان يموت بهذاقبل ان يصل الى ذبحه**"۔

یعنی شکار سے جانور حلال ہونے کے لیے پندرہ 15 شرطیں ہیں۔(1) شکاری ان میں سے ہو جن کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔(2) اُس نے کتّے وغیرہ کو شکار پر چھوڑا ہو۔ (3) چھوڑنے میں ایسے شخص کی شرکت نہ ہو جس کا شکار حرام ہو۔(4) بسم اللہ قصداً ترک نہ کی ہو۔ (5) چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا ہو۔(6) کتّا معلَّم (سکھایا ہوا) ہو۔(7) جدھر چھوڑا گیا ہو اُدھر ہی جائے۔(8) شکار پکڑنے میں ایسا کتّا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حرام ہے۔(9) شکار کو زخمی کر کے قتل کرے۔(10) اُس میں سے کچھ نہ کھائے۔ (11) شکار حشرات الارض میں سے نہ ہو۔(12) پانی کا جانور ہو تو مچھلی ہی ہو۔(13) وہ بھاگ کر یا اڑ کر اپنے آپ کو شکار سے بچائے۔ (14) کیلے (گوشت خور جانوروں کے وہ دونوں بڑے دانت جن کے ذریعے سے وہ گوشت کاٹتے یا شکار پکڑتے ہیں) یا پنجہ والا جانور نہ ہو۔(15) شکاری کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے۔ یعنی ذبح کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصید، الباب الاول فی تفسیرہ ورکنہ وحکمہ، جلد5، صفحہ502، دارالکتب العلمیہ: بیروت، لبنان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **"مجموع ھذہ الشروط لمایحل اکلہ ولم یدر کہ حیاً"**۔یعنی یہ تمام شرائط اُس جانور کے متعلق ہیں جو مر گیا ہو اور اس کا کھانا حلال ہو۔ (ردالمحتار، کتاب الصید، جلد10، صفحہ46، دار عالم الکتب: ریاض)

**امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:**

بندوق کی گولی دربارہ حلت صید (شکار کے حلال ہونے کے) حکمِ تیر میں نہیں، اس کا مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے۔ کہ اس میں قطع (کاٹنا) وخرق (پھٹنا) نہیں، صدم (جھٹکا دینا) ودق (توڑنا) وکسر (توڑنا) وحرق (جلانا) ہے۔

شامی میں ہے: **"لایخفی ان الجرح بالرصاص انماھو بالاحراق، والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذالیس لہ حدفلایحل وبہ افتی ابن نجیم"**۔یعنی یہ مخفی نہیں کہ تابنے کی گولی کا زخم اس کے جلانے اور ثقل کی وجہ سے ہے جو بذریعہ شدید دباؤ کے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس کی دھار نہیں ہوتی تو شکار حلال نہیں ہے، اور یہی ابن نجیم کا فتوی ہے۔

(ردالمحتار: کتاب الصید، جلد10، صفحہ60، دار عالم الکتب: ریاض)

مطلول شکل کی جو گولیاں ہیں اولاوہ بھی دھار دار نہیں ہوتی بلکہ تقریبا بیضوی شکل پر سنی جاتی ہیں، اور آلہ کا حدید یعنی تیز ہونا اگرچہ شرط نہیں مگر محدد یعنی باڑھ دار ہونا کہ قابل قطع وخرق ہو ضرور ہے۔ ثانیا اگر بالفرض گولی تیر کی طرح دھار دار ہی بنائی جائے اور اسے بطور معہود بندوق سے سر کریں جب بھی ثبوت حلت میں نظر ہے کہ صرف دھار دار کا وجود ہی کافی نہیں، بلکہ تیقن بھی ضروری ہے، اس کی دھار سے قطع ہونا ہی باعث قتل ہوا۔ اور یہاں ایسا نہیں کہ اس کا احراق (جلانا) وصدمہ (جھٹکا دینا) شدید قاتل ہے کماسمعت اُنفا (جیسا کہ ابھی آپ نے سنا۔) تو محتمل کہ یہی وجہ قتل ہوا ہو، نہ قطع، اور بحالت شک واحتمال حکم حرمت ہے۔

ہدایہ میں ہے: **" الاصل فی ھذہ المسائل ان الموت اذا کان مضافا الی الجرح بیقین کان الصید حلالا، واذا کان مضافا الی الثقل بیقین کان حراما، وان وقع الشک ولایدری مات بالضرح او بالثقل کان حراما احتیاطا"**۔یعنی ان مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر موت یقینی طور پر زخم کی طرف منسوب ہو تو شکار حلال ہے، اور اگر وہ ثقل کی طرف منسوب ہو تو یقینا حرام ہے، اور اگر شک ہو اور معلوم نہ ہو کہ زخم سے مرا ہے یا ثقل سے تو احتیاطا حرام ہے۔

(الھدایۃ: کتاب الصید، فصل فی الرمی، جلد7، صفحہ334،333، مکتبۃ البشری: کراچی)

اسی میں ہے: **"لایوکل مااصابہ البندقۃ فمات بھا لانھا تدق وتکسر ولا تجرح وکذلک ان رماہ بحجر وکذلک ان جرحہ، قالو اتاویلہ اذا کان ثقیلا وبہ حدۃ لاحتمال انہ قتلہ بثقلہ"**۔ یعنی بندوق لگنے سے ہلاک شدہ کو نہ کھایا جائے کیونکہ وہ دباؤ سے توڑتی ہے زخم نہیں کرتی، اور اسی طرح اگر پتھر مارا اور دباؤ سے زخمی ہوا، علماء نے فرمایا کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر پتھر بھاری ہو اور اس کی دھار ہو تو حرام ہے کیونکہ احتمال ہے کہ ثقل کے دباؤ سے ہلاک ہوا ہو، اس لئے حرام ہے۔

(الہدایۃ: کتاب الصید، فصل فی الرمی، جلد7، صفحہ 333، مکتبۃ البشری: کراچی)

(فتاوی رضویہ، کتاب الصید، جلد20، صفحہ 344،343،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

اور فرماتے ہیں: "اگر ذبح کرلیا اور ثابت ہوا کہ ذبح کرتے وقت اس میں حیات تھی مثلاً پھڑک رہا تھا یا ذبح کرتے وقت تڑپا اگرچہ خون نہ نکلا، یا خون ایسا دیا جیسا مذبوح سے نکلا کرتا ہے اگرچہ جنبش نہ کی، یا کسی اور علامت سے حیات ظاہر ہوئی تو حلال ہے۔ اور اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا ذبح نہ کیا یا کیا مگر اس میں وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا تو حرام ہے۔ غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کرلیا جائے اور وقت ذبح اس میں رمق حیات باقی ہو، اگرچہ نہ جنبش کرے نہ خون نکلے حلال ہو جائے گا، ورنہ حرام۔

(فتاوی رضویہ، کتاب الصید، جلد20، صفحہ 344،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

والله تعالٰی اعلم و علمه جل مجده أتم و أحکم

کتبہ: ابو حمزہ محمد آصف مدنی غفرلہ

8جمادی الاولیٰ1441ھ24دسمبر2020

الجواب صحیح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفی عنه الباري